نماز استخارہ کے احکام و مسائل

(تحریر: ابواُمامہ نوید احمد بشار حفظہ اللہ مدرس جامعہ علوم اثریہ جہلم)

اسلامی تعلیمات انسان کے لیے ایک محفوظ قلعہ کی مانند ہیں، استخارہ بھی انہی میں سے ایک ہے، ہمارے معاشرہ میں اس پیاری سنت کو صحیح معنی میں سمجھا ہی نہیں گیا، بلکہ اُلجھا دیا گیا ہے، بعض الناس نے تو اسے شکم پروری کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔

آیئے اس کی تفہیم ملاحظہ کریں:

کسی مرد و عورت کے رشتے کی بات چلی، رشتہ پکا کرنے کے لیے جب وہ گھر سے نکلے تو دو رکعت نماز ادا کرے اور دعائے استخارہ پڑھ کر چل دے، کسی آدمی کے لیے کاروبار میں اُلجھن ہو رہی ہے، وہ دو رکعت نماز استخارہ ادا کر کے کوئی ایک کاروبار شروع کر دے، ایک آدمی لاہور جانا چاہتا ہے، وہ دو رکعتیں پڑھے اور دعائے استخارہ پڑھ کر سفر کو نکل پڑے، استخارہ کا مطلب یہ ہے کہ ایک کام شروع کرنے سے قبل مومن کو رب تعالیٰ سے خیر کا سوال کرنے کا ادب سکھلایا گیا ہے، جو اس پر عمل کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کا دامن خیر و بھلائی سے بھر دیں گے، جو وہ کام کرنے جا رہا ہے، اس میں اگر کوئی شر ہوا، اسے دور کر دیا جائے گا، خلاصۂ کلام یہ ہے کہ خود کو بے بس سمجھ کر اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دینا ''استخارہ'' کہلاتا ہے۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ہمیں تمام کاموں میں استخارہ کی تعلیم یوں دیتے، جیسے یہ قرآن کی سورت ہو، فرماتے، جب تم میں سے کوئی کسی کام کا ارادہ کرے، تو دو رکعت نفل ادا کرے، پھر یہ دعا کرے:

'اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ، وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ، وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ، فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ، وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ، اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِّي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي وَآجِلِهِ فَاقْدُرْهُ لِي، وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي وَآجِلِهِ فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَاصْرِفْنِي عَنْهُ، وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ، ثُمَّ رَضِّنِي بِهٖ'' اے اللہ! میں تیرے علم کی بدولت تجھ سے خیر کا طلب گار ہوں اور تیرے طاقتور ہونے کے سبب تجھ سے طاقت مانگتا

ہوں، نیز تیرے فضلِ عظیم کا سوالی ہوں، اے اللہ! تُو طاقت رکھتا ہے، میں طاقت نہیں رکھتا، تو جانتا ہے، میں نہیں جانتا، تو ہی غیب کو جاننے والا ہے، اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لئے دنیاوی، اُخروی اور معاشی اعتبار سے بہتر ہے تو اسے میرے مقدر میں کر دے اور اگر تیرے علم میں یہ کام میری دنیا، دین اور معیشت کے لئے نقصان کا سبب ہے تو اسے مجھ سے اور مجھے اس سے دور ہٹا دے، نیز بھلائی میرے مقدر بنا دے، وہ جہاں بھی ہو، پھر مجھے اس پر خوش بھی کر دے۔"

سائل (ہٰذا الامر کی جگہ) اپنی ضرورت کا نام لے۔ (صحیح البخاری:6382)

شیخ الاسلام ثانی، عالم ربانی علامہ ابن القیم الجوزیہ رحمہ اللہ استخارہ کی اس دعا کے فوائد کے بارے میں فرماتے ہیں:

'فعوّض رَسُولُ اللّٰهِ صَلّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ أُمّتَهُ بِهٰذَا الدّعَاءِ عمّا كَانَ عَلَيْهِ أَهْلُ الْجَاهِلِيّةِ مِنْ زَجْرِ الطّيْرِ وَالِاسْتِقْسَامِ بِالْأَزْلَامِ الّذِي نَظِيرُهُ هٰذِهِ الْقُرْعَةُ الّتِي كَانَ يَفْعَلُهَا إِخْوَانُ الْمُشْرِكِينَ يَطْلُبُونَ بِهَا عِلْمَ مَا قُسِمَ لَهُمْ فِي الْغَيْبِ وَلِهٰذَا سُمّيَ ذٰلِكَ اسْتِقْسَامًا ، وَهُوَ اسْتِفْعَالٌ مِنَ الْقَسْمِ وَالسّينُ فِيهِ لِلطّلَبِ وَعَوّضَهُمْ بِهٰذَا الدُّعَاءِ الّذِي هُوَ تَوْحِيدٌ وَافْتِقَارٌ وَعُبُودِيّةٌ وَتَوَكّلٌ وَسُؤَالٌ لِمَنْ بِيَدِهِ الْخَيْرُ كُلّهُ الّذِي لَا يَأْتِي بِالْحَسَنَاتِ إِلّا هُوَ وَلَا يَصْرِفُ السّيّئَاتِ إِلّا هُوَ الّذِي إِذَا فَتَحَ لِعَبْدِهِ رَحْمَةً لَمْ يَسْتَطِعْ أَحَدٌ حَبْسَهَا عَنْهُ وَإِذَا أَمْسَكَهَا لَمْ يَسْتَطِعْ أَحَدٌ إِرْسَالَهَا إِلَيْهِ مِنَ التّطَيّرِ وَالتّنْجِيمِ وَاخْتِيَارِ الطّالِعِ وَنَحْوِهِ .فَهٰذَا الدّعَاءُ هُوَ الطّالِعُ الْمَيْمُونُ السّعِيدُ طَالِعُ أَهْلِ السّعَادَةِ وَالتّوْفِيقِ الّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَ اللّٰهِ الْحُسْنَى ، لَا طَالِعُ أَهْلِ الشّرْكِ وَالشّقَاءِ وَالْخِذْلَانِ الّذِينَ يَجْعَلُونَ مَعَ اللّٰهِ إِلَهًا آخَرَ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ .فَتَضَمّنَ هٰذَا الدّعَاءُ الْإِقْرَارَ بِوُجُودِهِ سُبْحَانَهُ وَالْإِقْرَارَ بِصِفَاتِ كَمَالِهِ مِنْ كَمَالِ الْعِلْمِ وَالْقُدْرَةِ وَالْإِرَادَةِ وَالْإِقْرَارَ بِرُبُوبِيّتِهِ وَتَفْوِيضَ الْأَمْرِ إِلَيْهِ وَالِاسْتِعَانَةَ بِهِ وَالتّوَكّلَ عَلَيْهِ وَالْخُرُوجَ مِنْ عُهْدَةِ نَفْسِهِ وَالتّبَرّي مِنَ الْحَوْلِ وَالْقُوّةِ إِلّا بِهِ وَاعْتِرَافَ الْعَبْدِ بِعَجْزِهِ عَنْ عِلْمِهِ بِمَصْلَحَةِ نَفْسِهِ وَقُدْرَتِهِ عَلَيْهَا ، وَإِرَادَتِهِ لَهَا ، وَأَنّ ذٰلِكَ كُلّهُ بِيَدِ وَلِيّهِ وَفَاطِرِهِ وَإِلَهِهِ الْحَقّ۔۔۔۔۔وَالْمَقْصُودُ أَنّ الِاسْتِخَارَةَ تَوَكّلٌ عَلَى اللّٰهِ وَتَفْوِيضٌ إِلَيْهِ وَاسْتِقْسَامٌ بِقُدْرَتِهِ وَعِلْمِهِ وَحُسْنُ اخْتِيَارِهِ لِعَبْدِهِ وَهِيَ مِنْ لَوَازِمِ الرّضَى بِهِ رَبّا ، الّذِي لَا يَذُوقُ طَعْمَ الْإِيمَانِ مَنْ لَمْ يَكُنْ كَذٰلِكَ ، وَإِنْ رَضِيَ بِالْمَقْدُورِ بَعْدَهَا ، فَذٰلِكَ عَلَامَةُ سَعَادَتِهِ'

''رسول اللہ ﷺ نے اپنی اُمت کو جاہلیت کے ان کاموں یعنی فال نکلوانا، شگون لینا، پانسے ڈالنا وغیرہ کے بدلے میں یہ دُعا سکھلائی ہے، انہی کاموں کی ایک مثال قرعہ اندازی ہے، جس کے ذریعے مشرکین اپنی غیبی قسمت کا حال معلوم کیا کرتے تھے، اسے ''استقسام'' کہا جاتا تھا، یہ باب ''استفعال'' سے ہے، اس میں ''سین'' طلب کے لیے ہے تو آپ ﷺ نے اس کے عوض یہ دعا سکھلائی جو توحید، بندے کی محتاجی، بندگی، توکل اور اس ذات سے مانگنے پر مشتمل ہے جس کے ہاتھ میں ہر قسم کی بھلائی ہے، جس کے بغیر نہ کوئی نیکی کی توفیق دے سکتا ہے اور نہ ہی کوئی برائی سے بچا سکتا ہے، اگر وہ اپنے بندے کے لیے رحمت کے دروازے کھول دے تو کوئی بند نہیں کر سکتا، اگر وہ کسی پر رحمت کا دروازہ بند کر دے تو کوئی بدشگونی لینے والا یا نجومی وغیرہ کھول نہیں سکتا، پس یہ دعا اللہ کی طرف سے ان لوگوں کے لیے خوش بختی، سعادت مندی اور توفیق ہے، جن کے مقدر میں یہ نیکی لکھ دی گئی، اس میں مشرکین، بدبخت اور ذلیل لوگوں کے لیے کوئی سعادت مندی نہیں جو اللہ کے ساتھ دوسرے معبود بناتے ہیں، عنقریب وہ جان لیں گے۔ یہ دُعا اللہ تعالیٰ کے وجود، اس کی تمام کامل صفات، علم، قدرت، ارادہ اور ربوبیت کے اقرار پر مشتمل ہے، نیز اپنے معاملات اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنے، اس سے امداد مانگنے، اسی پر توکل کرنے، اپنی ضمانت سے نکلنے، اس کی امداد و قوت سے ہی برائی سے بچنے اور اپنے حق میں مفید چیز پر علم و قدرت رکھنے سے عاجزی کا اعتراف کرنے پر مشتمل ہے، حالانکہ وہ اس کا ارادہ بھی رکھتا ہے، اسی طرح یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، جو سرپرست، خالق اور سچا معبود ہے۔

استخارہ کا مقصد اللہ پر توکل کرنا اور اپنے معاملات اس کے سپرد کرنا، اس کی قدرت و علم سے اپنی قسمت معلوم کرنا، اللہ کا اپنے بندے کے لیے اچھی چیز پسند کرنا ہے، جو اُسے رب ماننے کے اُن لوازمات میں سے ہے، جن کے بغیر ایمان کا ذائقہ نہیں آتا، استخارہ کے بعد اپنے مقدر پر راضی ہونا سعادت مندی کی علامت ہے۔''

(زاد المعاد فی ہدی خیر العباد 404/2)

استخارہ کے احکام و مسائل:

نماز استخارہ کے احکام تو بہت زیادہ ہیں مگر ہم ان کی تفصیل میں نہیں جائیں گے، نیز دلائل کو حذف کر کے اختصار سے کام لیا ہے۔

1. باتفاق علمائے کرام نماز استخارہ سنت ہے، واجب نہیں ہے، لیکن اس خیر و بھلائی سے بھرپور سنت کو چھوڑنا بھی

مناسب نہیں ہے، کیوں کہ اللہ غیب جانتا ہے۔ بندہ غیب کی خبر رکھنے سے قاصر ہے۔

2. استخارہ کسی جائز عمل میں ہوتا ہے جب ان میں تعارض واقع ہو جائے۔ دو کاموں میں سے زیادہ خیر و بھلائی والے کام کا انتخاب کرنے میں استخارہ کرے۔ حرام اور مکروہ کاموں میں استخارہ کرنا درست نہیں۔ اسی طرح کسی واجب اور مشروع نیک عمل میں استخارہ نہیں کیا جاتا، مثلاً: کوئی نماز ظہر پڑھنے کے لیے استخارہ نہیں کرے گا کیوں کہ یہ نماز فرض ہے۔

3. کبھی انسان عبادت سے متعلق کسی کام میں استخارہ کرسکتا ہے۔ مثلاً حج کے سفر کے لیے استخارہ کرے کہ اس سال میرے لیے حج کرنا درست ہے یا نہیں، کیوں کہ اس میں دشمنی اور فتنے کا احتمال ہے۔ نیز ہم سفر میسر ہوتا ہے یا نہیں۔

4. نماز استخارہ کو قرآنی سورت کی تعلیم سے تشبیہ دینے کی حکمت یہ ہے کہ جس طرح نماز قرأت کی محتاج ہے اسی طرح تمام امور استخارہ کے محتاج ہیں۔

5. دعائے استخارہ میں اپنے من پسند الفاظ کا اضافہ نہ کیا جائے بلکہ حدیث میں جن الفاظ کا ذکر کیا گیا ہے، صرف انہی پر اکتفا کرنا چاہیے۔

6. دعائے استخارہ میں ہذا الامر کے الفاظ کی جگہ اپنی حاجت کا ذکر کرنا چاہئے، اگر کسی شخص کو اپنی حاجت کے الفاظ عربی میں ادا کرنے نہیں آتے تو کوئی حرج نہیں، وہ ہذا الامر کے الفاظ ہی ادا کردے، کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے عاجز بندے کی دلی کیفیت سے بہ خوبی واقف ہیں۔

7. استخارہ کے لیے کوئی خاص وقت متعین نہیں ہے؟ بلکہ جب کسی جائز کام کا ارادہ کرے تو اس وقت استخارہ کرنا چاہیے۔

8. کیا استخارہ کے لیے دو مخصوص رکعتیں پڑھنی چاہیے یا عام نوافل بھی کفایت کر جائیں گے؟ اس مسئلہ کی وضاحت یہ ہے کہ کیا نوافل اور سنتوں کے بعد استخارہ کی دُعا پڑھی جاسکتی ہے؟ مثلاً: کوئی ظہر سے پہلے چار رکعت، بعد میں دو رکعت، مغرب کے بعد دو رکعت سنتیں پڑھ لے تو کیا ان کے بعد دُعائے استخارہ پڑھ سکتا ہے یا پھر استخارہ کے لیے دو مستقل رکعتیں پڑھے؟ اس مسئلے میں راجح قول یہ ہے کہ کوئی آدمی استخارہ کی نیت سے نوافل پڑھتا ہے تو وہ کفایت کر جائیں گے لیکن ضروری طور پر نوافل شروع کرنے سے پہلے استخارہ اور نفلی نماز کا عزم اور نیت کرے۔ البتہ فرض نماز کو نماز استخارہ کی دو رکعتیں بنا لینا درست نہیں۔

9. کوئی بندہ نفل پڑھتا ہے اس کے بعد کسی کام کے متعلق استخارہ کی ضرورت پڑھ جائے تو کیا وہ نئے سرے سے نماز استخارہ کی دو رکعتیں پڑھے گا یا پھر دو رکعت نفل پڑھی جانے والی نماز کو استخارہ کی دو رکعتیں شمار کرے گا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ نئے سرے سے استخارہ کی دو مستقل رکعتیں پڑھے گا۔ کیوں کہ نماز سے پہلے اس کا ارادہ کرنا ضروری ہے۔

10. دُعائے استخارہ سلام سے قبل اور بعد دونوں صورتوں پر پڑھی جاسکتی ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے قبل از سلام دعائے استخارہ کو راجح قرار دیا ہے، مگر جمہور علمائے کرام کے نزدیک دُعا سلام کے بعد پڑھنی چاہیے جیسے کہ حدیث جابر رضی اللہ عنہ کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے۔

11. نماز استخارہ کے لیے کوئی مخصوص قرأت ثابت نہیں ہے۔

12. اگر کسی آدمی کو دعائے استخارہ زبانی نہیں آتی تو وہ کسی کتاب سے دیکھ کر بھی پڑھ سکتا ہے۔

13. ممنوعہ اوقات میں بھی نماز استخارہ پڑھی جاسکتی ہے کیونکہ یہ سببی نماز ہے۔

14. جب مسلمان نماز استخارہ پڑھ لیتا ہے تو اس کے بعد وہ عمل کی طرف پیش قدمی شروع کرے اگر اس میں بھلائی ہوگی تو اللہ آسانی فرمائے گا۔ اگر اس کام میں کوئی شر ہوا تو اللہ وہ شر اس سے پھیر دے گا، اکثر لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ انسان استخارہ کرے تو اس کے بعد انتظار کرنا چاہیے کہ خواب میں دیکھ لے کہ کیا میرے لیے کام بہتر ہے یا نہیں؟ ان خرافات کا دین سے کوئی واسطہ نہیں۔ نہ ہی خوابوں پر دین کی بنیاد رکھی جاسکتی ہے۔

15. نماز استخارہ اور دُعاء کے درمیان زیادہ فاصلہ نہیں کرنا چاہیے۔

16. دعائے استخارہ سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا عمومی دلائل کی روشنی میں مستحب ہے۔

17. استخارہ کرنے کے باوجود اگر ذہنی معاملہ واضح نہیں ہوتا تو دوبارہ بھی استخارہ کیا جاسکتا ہے، البتہ اس کے لیے سات دفعہ کی تعداد متعین کرنا درست نہیں،اس بارے میں مذکور حدیث سخت ضعیف ہے۔

18. استخارہ کے ساتھ کسی نیک اور فہم وبصیرت والے شخص سے مشورہ بھی کرنا چاہیے۔

19. اگر کسی ایمرجنسی حالات میں استخارہ کی ضرورت پڑ جائے، دو رکعتیں پڑھنے کا وقت درکار نہیں تو صرف دعائے استخارہ پر بھی اکتفا کیا جاسکتا ہے۔

20. اگر کسی حائضہ یا نفاس والی عورت کو استخارہ کی ضرورت پڑ جائے تو وہ دو رکعتیں ادا کیے بغیر صرف دعائے استخارہ پر اکتفا کرے گی۔

21 آج کل ٹی وی چینلوں پر بیٹھے بعض لوگ عوام الناس کے لئے استخارہ کرتے ہیں، ہماری سادہ لوح عوام ان کے چنگل میں پھنس جاتی ہے، حالانکہ حقیقت امر یہ ہے کہ کسی سے استخارہ کرانا جائز نہیں، صاحب معاملہ خود اللہ تعالیٰ سے خیر کا سوال کرے گا۔ کسی صحابی نے نبی کریم ﷺ سے یا کسی تابعی نے کسی صحابی سے استخارہ نہیں کروایا۔

22 اکثر خود اسی لیے استخارہ نہیں کرتے کہ وہ تو گناہگار ہیں، اس بارے میں گزارش یہ ہے کہ شریعت اسلامیہ کسی گناہ گار اور فاسق و فاجر شخص کو نیکی کا کام کرنے سے روکتی نہیں ہے، بلکہ اس کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔ نیز بندہ جتنا بھی اللہ تعالیٰ کا نافرمان اور باغی بن جائے، مگر مولائے کریم کی عام محبت و رحمت تو اس کے شامل حال رہتی ہے۔

23 بعض لوگ کہتے ہیں کہ استخارہ کر کے سو جانا چاہیے پھر اللہ تعالیٰ خیر والا معاملہ خواب میں دکھا دے گا۔ یہ بے اصل اور بے حقیقت بات ہے۔ معاملات کی بنیاد خوابوں پر نہیں ڈالنی چاہیے۔

منگنی کے لیے استخارہ

جب کسی لڑکے یا لڑکی کے رشتہ کی بات چلے تو وہ اللہ تعالیٰ سے خود استخارہ کریں، البتہ والدین بھی استخارہ کر سکتے ہیں، کیونکہ نکاح کروانا ان کا ذاتی معاملہ ہے، مگر اس کے لیے ایک مخصوص دعا ثابت ہے، ملاحظہ ہو: سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی کسی کو پیغام نکاح بھیجے تو اپنی منگنی کو پوشیدہ رکھے، پھر اچھی طرح وضو کرے، اپنے مقدر کی نماز پڑھے، پھر اپنے رب کی حمد اور بزرگی بیان کرے، بعد ازاں یہ دعا پڑھے:

"اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ، وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ، فَإِنْ رَأَيْتَ لِي فُلَانَةَ تُسَمِّيهَا بِاسْمِهَا خَيْرًا لِي فِي دِينِي وَدُنْيَايَ وَآخِرَتِي، فَاقْدُرْهَا لِي، وَإِنْ كَانَ غَيْرُهَا خَيْرًا لِي مِنْهَا فِي دِينِي وَدُنْيَايَ وَآخِرَتِي، فَاقْضِ لِي بِهَا'

"اے اللہ! تُو طاقت رکھتا ہے، میں طاقت نہیں رکھتا، تو جانتا ہے، میں نہیں جانتا، تو ہی غیب کو جاننے والا ہے، پس اگر فلاں نام کی عورت میرے لیے دین، دنیا اور آخرت کے لحاظ سے بہتر ہے تو اسے میرے مقدر میں کر دے، اگر اس کے علاوہ کوئی دوسری عورت میرے لیے دین، دنیا اور آخرت کے لحاظ سے بہتر ہے تو اس کا فیصلہ میرے حق میں فرما دے۔"

(المعجم الکبیر للطبرانی: 133/4، ح: 3901، السنن الکبریٰ للبیہقی: 147/7، وسندہ صحیح)